باب 6

اسلامی معاشرہ

سوال: معاشرہ سے کیا مراد ہے؟ اس کی ضرورت و اہمیت پر بحث کیجئے۔

جواب

معاشرہ سے مراد اور اس کی ضرورت و اہمیت

معاشرہ کیا ہے؟

معاشرہ کا مادہ "ع۔ش۔ر" ہے اور یہ باب مفاعلہ سے مصدر ہے۔ معاشرہ کی لغوی معنی مل جل کر رہنا اور ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ہے۔ اصطلاح میں معاشرہ سے مراد انسانوں کے ایک ایسے گروہ کا آپس میں مل جل کر رہنا ہے کہ جن کی اقدار مشترک ہوں۔

معاشرہ کی ضرورت و اہمیت:

انسان کو مدنی الطبع یا معاشرتی حیوان کہا جاتا ہے کیونکہ انسان اپنی زندگی کے ہر دور میں دوسروں سے میل جول کا محتاج رہتا ہے۔ انسان کے لیے معاشرت اور معاشرتی زندگی اختیار کرنا کئی لحاظ سے اہم اور ضروری ہے۔ ذیل میں ہم اس سلسلہ کے چند پہلوؤں کو زیر بحث لا رہے ہیں:

1- عقلی تقاضا: معاشرت اختیار کرنا انسانی عقل کا تقاضا ہے۔ کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ ایک بچہ دوسروں کا انتہائی محتاج ہے، خود اپنی پرورش کا انتظام کرنا بھی اس سے ممکن نہیں ہے۔ پھر جوانی میں اگر وہ کسی حد تک رہبانیت کی روش پر چلتے ہوئے معاشرہ سے کٹ کر رہ بھی لے تو بڑھاپے میں وہ ایک بار پھر شدید ضرورت محسوس کرے گا کہ کوئی اس کا احساس کرتے ہوئے اس سے تعاون کرے۔ جب بڑھاپے میں اسے دوبارہ دوسروں کی حاجت محسوس ہونا ہے تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ پھر وہ جوانی میں بھی رہبانیت اختیار کرنے کی بجائے دوسروں سے بہتر تعلقات استوار رکھے۔ اگر وہ جوانی میں دوسروں کے ساتھ بہتر تعلقات نہیں رکھتا تو بڑھاپے میں وہ کس طرح دوسروں سے یہ امید رکھ سکتا ہے کہ وہ میری ضروریات کا خیال رکھیں گے۔

2- بشری و فطری تقاضا: فطری طور پر بھی انسان معاشرت پسند ہے۔ ہر نوجوان جنسِ مخالف کی طرف ایک خاص میلان اور رجحان رکھتا ہے اور اگر اس میلان اور رجحان کو زبردستی کچلنے کی کوشش کی جائے تو اس کا نتیجہ اخلاقی برائیوں کی شکل میں ظاہر ہوگا۔ راہبہ بن جانے والی عورتوں کے لیے ناجائز حمل جو راہبوں کی جنسی ہوس کا نتیجہ بن کر سامنے آتے رہتے ہیں اس بات کی واضح مثال ہیں کہ اس بشری اور فطری تقاضے پر زبردستی بند باندھنے سے نقصان ہی ہوتا ہے۔

3- اخلاقی تقاضا: اخلاقی لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے تو انسان کو ہر ایک سے کٹ کر اور الگ تھلگ ہو کر رہنا زیب نہیں دیتا۔ اخلاقیات کا تقاضا یہ ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ میل جول رکھے اور اچھا میل جول رکھے۔ دوسروں کی ضروریات کا خیال رکھے اور ان کے کام آئے نہ کہ خود غرضی کا لبادہ اوڑھے الگ پڑا رہے۔

4- بقائے نسل کا تقاضا: اللہ رب العزت نے حضرت آدمؑ اور حوا سے تمام نسل چلائی ہے اور اب اگر تمام لوگ معاشرتی زندگی چھوڑ بیٹھیں اور اس کے ساتھ ساتھ ظاہر ہے کہ نکاح اور رشتہ داریوں کو بھی ترک کرنا پڑے گا تو اس ایک نسل کے بعد اگلی نسل کبھی بھی وجود میں نہیں آسکے

گی۔معلوم ہوا کہ بقائے نسل کے لیے بھی ضروری ہے کہ معاشرت کو اختیار کیا جائے۔

5-حصولِ ضروریات کا تقاضا: کوئی بھی انسان خواہ وہ کس حد تک بھی باصلاحیت اور کتنے ہی ہنر کیوں نہ جانتا ہو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ہر طرح سے اور ہر لحاظ سے مکمل خود کفیل ہے اور اسے اپنی تمام ضروریات زندگی کے حصول کے لیے کبھی کسی کی ضرورت پیش نہیں آ سکتی۔گویا اسے اپنی تمام ضروریات زندگی کے حصول کے لئے کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی حد تک معاشرت اپنانے کی ضرورت ضرور پیش آئے گی۔

6-مذہبی تقاضا: دنیا کے ہر مذہب میں معاشرتی احکام موجود ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دنیا کا ہر مذہب معاشرتی زندگی اپنانے کے حق میں ہے۔آج اگر عیسائی رہبانیت کی تعلیم دیتے نظر آتے ہیں تو یہ ان کے مذہب میں بعد میں داخل ہونے والا نظریہ ہے۔اگر شروع سے ان میں رہبانیت کی تعلیم موجود ہوتی اور اسی پر زور ہوتا تو انجیل میں ہمیں معاشرتی احکام بالکل نہ ملتے بلکہ صرف افراد کی انفرادی عبادات کے طریقوں پر زور ہوتا۔قرآن حکیم عیسائیت کے اس عقیدہ کی بیخ کنی کرتا ہے:

☆ وَ رَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ .(57 الحدید 27)

اور رہبانیت کو انہوں نے خود گھڑ لیا تھا، ہم نے ان پر یہ فرض نہ کی تھی۔

سوال: **اسلامی معاشرے کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اس کی خصوصیات بیان کیجئے۔**

☆ **اسلامی معاشرہ کی خصوصیات تحریر کریں۔** (ملتان بورڈ 2012ء)

جواب: اسلامی معاشرہ کا مفہوم اور اس کی خصوصیات

اسلامی معاشرہ کا مفہوم:

افراد کا ایسا اجتماع کہ جو سارے کے سارے یا ان میں سے اکثر مسلمان ہوں تو یہ ایک اسلامی معاشرہ کہلائے گا لیکن صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ کہلانے کا مستحق صرف وہ معاشرہ ہوگا کہ جس کے افراد صرف نام کے مسلمان ہی نہ ہوں بلکہ ان کی زندگیوں میں اسلامی اقدار نظر آئیں۔

اسلامی معاشرے کی خصوصیات:

1-توحید: اسلام کے معاشرتی نظام کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو در در کا بھکاری یا دہریہ بنانے کی بجائے صرف اور صرف ایک وحدہ لاشریک ذات کا پرستار بناتا ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ .(1 الفاتحہ 5)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

2-رسالت: اسلام اپنے ماننے والوں کو بھٹکتے ہوئے نہیں چھوڑتا بلکہ یہ ایک یقینی ذریعۂ علم ''وحی'' کے ذریعے نازل کردہ ایک پیغام اور اس پیغام کے مکتوب الیہ آقا محمد ﷺ کی شریعت پر عمل کی دعوت دیتا ہے۔

☆ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ .(3 ال عمران 132)

اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

3-مساوات: دیگر معاشرتی نظاموں کی طبقاتی تقسیم کے برعکس اسلام اپنے پیروکاروں کو ایک وحدت اور مساوات کا درس دیتا ہے۔اسلام بحیثیت انسان سب انسانوں کو برابری کا درجہ دیتا ہے۔حضور اکرم ﷺ کا یہ یادگار خطاب بڑے خوبصورت انداز میں درسِ مساوات دیتا ہے۔

''الا! لا فضل لعربی علی عجمی و لا لعجمی علی عربی و لا لاسود علی احمر و لا لا حمر علی اسود

www.downloadclassnotes.com

الا بالتقویٰ۔"

خبردار! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سرخ کو کسی سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر تقویٰ کے علاوہ کوئی فضیلت نہیں ہے۔

4- غلاموں کا مقام: اسلام نے تمام انسانیت کو بحیثیت انسان ایک دوسرے کے برابر لا کر آقا و غلام کے امتیازات کو مٹا دیا۔ اسلام نے غلاموں کے حقیر ہونے کا تصور ختم کر دیا اور کئی طرح سے غلاموں کی آزادی کی ترغیب بھی دلائی۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

5- عورت کا مقام: اسلام نے عورت کو بھی اس کا صحیح مقام دیا۔ اسلامی معاشرے میں عورت پاؤں کی جوتی نہیں بلکہ ماں ہے، بہن ہے، بیوی ہے اور بیٹی ہے۔ کثرت ازدواج کو اسلام نے چار تک محدود کر دیا۔ محرمات سے نکاح ناجائز قرار دیا۔ طلاق کو "ابغض الحلال" قرار دے کر اس کے بے تحاشا اور بے جا استعمال کو ختم کرایا۔

6- قبائلی تفاخر کا خاتمہ: اسلام نے واضح اعلان کر دیا کہ:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى .(49 الحجرت 13)

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔

اس طرح اسلام نے کنبے اور قبیلے کے لحاظ سے دوسروں کے مقابلہ میں فخر کا خاتمہ کر دیا، البتہ اسلام کنبوں اور قبیلوں کے تصور ہی کو یکسر ختم نہیں کر دیتا۔ لیکن کنبے اور قبیلے بنانے کی اجازت کے ساتھ ہی اسلام نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ خیال رکھو! یہ کنبے اور قبیلے تو ہم تمہارے بنا رہے ہیں لیکن انہیں طبقاتی تقسیم نہ سمجھ لینا، ان کا مقصد صرف الگ الگ تعارف ہے۔

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا .(49 الحجرت 13)

اور ہم نے تمہاری ذاتیں اور قبیلے بنا دیئے تاکہ آپس کی پہچان ہو۔

7- تقویٰ: اسلام نے کسی رنگ، نسل، کنبہ، قبیلہ، قوم یا علاقہ سے تعلق کو فضیلت کا معیار نہیں قرار دیا بلکہ ان سب سے ہٹ کر ایک خوبصورت معیار فضیلت بتایا یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری۔

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ .(49 الحجرت 13)

بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہی ہے کہ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

8- وحدت فکر: اسلام اپنے پیروکاروں کو یہ درس دیتا ہے کہ جس طرح انسان بحیثیت انسان برابر ہیں اسی طرح درحقیقت فطری طور پر ان کی سوچ اور فکر میں بھی ایک وحدت پائی جاتی ہے۔ ان کی فطرت صرف اسلام ہی کی طرف بلاتی ہے، البتہ ایک دوسرے کی مخالفت اور خواہشات نفسانیہ نے کئی لوگوں کو اس فطری راستہ سے ہٹا دیا ہے۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا م بَیْنَهُمْ ط.(3 ال عمران 19)

بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اور نہیں اختلاف کیا ان لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی مگر علم آ جانے کے بعد صرف ایک دوسرے پر زیادتی کے لئے۔

9- اخوت: اسلام نے تمام اہل ایمان کو آپس میں بھائی چارے کی ترغیب دی ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ .(49 الحجرت 10)

بے شک مؤمن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔

اور بھی یہ اخوت اور بھائی چارہ حالات کی مناسبت سے زیادہ مؤکد ہوجاتا ہے' مؤاخات مدینہ اس کی واضح مثال ہے۔

10-امر بالمعروف و نہی عن المنکر: ایک بہترین معاشرہ کے لئے ضروری ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوتا رہے تاکہ لوگوں کو اعلیٰ صفات کی یاددہانی بھی ہوتی رہے اور رذائل اخلاق سے بچنے کی تلقین بھی ہوتی رہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ .(3 ال عمران 110)

تم لوگوں کے لئے نکالا گیا بہترین گروہ ہو' تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

11-تعاون: اسلام مسلمانوں کو آپس میں تعاون کی فضا پیدا کرنے کی تلقین کرتا ہے' خصوصاً نیکی کے کاموں میں تعاون کی زیادہ ترغیب دیتا ہے۔البتہ برائی اور گناہ کے کاموں میں تعاون کی ممانعت کرتا ہے۔

☆ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ .(5 المائدہ 2)

اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کرو۔

12-احساس ذمہ داری: اسلام نے مسلمانوں کو احساس دلایا ہے کہ جو تم نے نیکی یا بدی کرنی ہے اپنے لئے کرنی ہے۔کوئی دوسرا کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے اور جو کچھ کرنا ہے خود کرنا ہے۔

وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى .(6 الانعام 164)

اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

13-عدل: اسلام عدل کی تلقین کرتا ہے کہ جس کا جتنا حق ہے اسے اسی قدر دیا جائے' اگر کوئی زیادہ حق رکھتا ہے تو اسے زیادہ دیا جائے اور اگر کوئی تھوڑا حق رکھتا ہے تو اسے تھوڑا دیا جائے۔

اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز.(5 المائدہ 8)

عدل کرو' یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

14-احسان و ایثار: اسلام ہمیں احسان اور ایثار کی بھی ترغیب دیتا ہے۔کسی کو اپنی رضامندی اور خوشی سے اس کے حق کی نسبت زیادہ دے دینا یا حق نہ ہونے کے باوجود اپنی طرف سے کچھ دے دینا احسان کہلاتا ہے۔لیکن اگر اس میں یہ اضافہ کرلیا جائے کہ بندہ خود بھی اس چیز کی ضرورت رکھتا ہو لیکن اس کے باوجود دوسرے کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دے کر یہ احسان کرتا ہے تو اس کو ایثار کہا جائے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ .(16 النحل 90)

بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم کرتا ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ .(59 الحشر 9)

اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

15-شرف انسانیت: اسلام نے ساری کی ساری انسانیت کو ایک خاص شرف سے نوازا ہے اور کسی بھی انسان کو اسلام کی نظر میں ذلیل اور گھٹیا نہیں قرار دیا جاسکتا۔اسلام کا نظریہ توحید بھی شرفِ انسانیت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بلند مقام انسان کو زیبا نہیں کہ وہ در در گھٹنے ٹیکتا رہے۔اس سے اس کی اور اس کے مقام انسانیت کی تذلیل و توہین ہوتی ہے حالانکہ اسلام کی نگاہ میں اسے ایک خاص شرف حاصل ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ .(95 التین 4)

البتہ ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے۔

سوال: رشتہ دار کا معنی و مفہوم بیان کیجئے نیز بتلائیے کہ صلہ رحمی سے کیا مراد ہے اور اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: رشتہ دار کا مفہوم، صلہ رحمی اور اس کی اہمیت

رشتہ دار کا معنی و مفہوم:

رشتہ داروں کے لئے "اقرباء" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ایسے تمام افراد کہ جن کے ساتھ والدین یا اولاد یا خاوند یا بیوی کی نسبت سے کوئی نسبی یا زوجیتی تعلق قائم ہو رہا ہو انہیں رشتہ دار کہا جاتا ہے۔ دور و نزدیک کے تمام رشتہ دار اقرباء کے ذیل میں آتے ہیں۔ البتہ اصطلاح شریعت میں جب رشتہ داروں کے حقوق و فرائض کی بات کی جاتی ہے تو ان میں سے والدین، اولاد اور زوجین کو الگ کرلیا جاتا ہے اور ان کے حقوق کو الگ سے بیان کیا جاتا ہے۔

صلہ رحمی سے مراد:

رشتہ داروں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا صلہ رحمی کہلاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں رشتہ داروں سے قطع تعلقی اور ناراضگی رکھنا قطع رحمی کہلاتا ہے۔

اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت:

اسلام نے صلہ رحمی کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ ذیل میں ہم آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کی رو سے صلہ رحمی کی اہمیت واضح کر رہے ہیں:

آیات قرآنیہ: اس سلسلہ میں ہم یہاں صرف چند آیات ذکر کر رہے ہیں:

☆ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی .(2 البقرہ 83)
اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور قرابت داروں کے ساتھ بھی۔

☆ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی .(4 النساء 36)
اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور قرابت داروں کے ساتھ بھی۔

☆ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَ الْاَ قْرَبِیْنَ.(2 البقرہ 215)
آپ کہئیے کہ تم جو مال خرچ کرو تو اپنے والدین کے لئے اور اقرباء کے لئے کرو۔

☆ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی .(2 البقرہ 177)
اور مال کو اس کی محبت کے ساتھ رشتہ داروں کو دے۔

☆ وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ .(17 بنی اسرائیل 26)
اور رشتہ دار کو اس کا حق دے۔

احادیث نبویہ: اس سلسلہ میں ہم یہاں صرف چند احادیث ذکر کر رہے ہیں:

☆ "جو پسند کرتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو تو اسے چاہئیے کہ صلہ رحمی کرے۔"

☆ "قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

☆ "رحم (ناطہ رشتہ) رحمان سے جڑا ہوا ہے، پس اللہ نے اس سے فرمایا: جو تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں بھی اسے توڑوں گا۔"

☆ "تعلق جوڑنے والا وہ نہیں کہ جو بدلے میں ایسا کرے بلکہ تعلق جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو صلہ رحمی

کرے۔"

☆ "رحم (ناطہ رشتہ) عرش الٰہی سے لٹکا ہوا ہے' کہتا ہے: جو مجھے ملائے گا اللہ اسے ملائے گا اور جو مجھے توڑے گا اللہ اسے توڑے گا۔"

سوال: رشتہ داروں کے حقوق و فرائض تفصیلاً بیان کیجئے۔

جواب

رشتہ داروں کے حقوق و فرائض

رشتہ دار و اقارب دکھ سکھ کے ساتھی ہوا کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ نسبی تعلق بھی ہوتا ہے اور قلبی بھی۔ ان سے کٹ کر رہنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہوتا' بلکہ ان کے ساتھ مناسب انداز میں میل جول رکھنا چاہئے۔ رشتہ داروں کے ساتھ یہ میل جول تبھی برقرار رہ سکتا ہے کہ جب ان سے بہتر تعلقات استوار کئے جائیں اور بہتر تعلقات استوار کرنے کے لئے ان کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ذیل میں ہم رشتہ داروں کے حقوق پر بحث کر رہے ہیں۔ حقوق و فرائض کی باہمی نسبت کی بناء پر ایک رشتہ دار کا حق دوسرے کا فرض ہوگا اور اس کا فرض دوسرے کا حق ہوگا۔ چنانچہ ذیل میں ہم رشتہ داروں کے جو حقوق بیان کر رہے ہیں وہ دیگر رشتہ داروں کی مناسبت سے رشتہ داروں کے فرائض بھی ہیں:

1- حسن سلوک: رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے رہنا چاہئے۔ ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا معاملہ کرنا چاہئے۔ قرآن حکیم نے والدین کے حق کے ساتھ ان کا حق بیان کیا ہے۔

☆ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰی .(2 البقرہ 83)

اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو اور قرابت داروں کے ساتھ بھی۔

2- مالی تعاون: اگر رشتہ داروں میں سے کوئی غریب اور مالی اعانت کا مستحق ہو تو مالی لحاظ سے بھی اس سے تعاون کرنا چاہئے اور اس کا احساس کرنا چاہئے۔

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ .(2 البقرہ 215)

آپ کہیئے کہ تم جو مال خرچ کرو تو اپنے والدین کے لیے اور اقرباء کے لئے کرو۔

3- حق کی دعوت و تبلیغ: قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پیروی کرنے اور منکرات سے بچنے کی تلقین کرتے رہنا چاہئے۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ .(26 الشعراء 214)

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈر سنا دے۔

4- عفو و درگزر: اگر رشتہ داروں اور اقارب سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہو جائے تو اس کی وجہ سے مستقل رنجش نہیں بنا لینی چاہئے بلکہ انہیں معاف کر دینا اور درگزر کرنا چاہئے۔

5- شفقت و مہربانی: اپنے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے شفقت اور مہربانی کے ساتھ پیش آنا چاہئے۔ اقارب اور دیگر مسلمانوں سے مہربانی اور نرم دلی کرنے والوں کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جنتیوں میں سے ہیں۔

6- صلہ رحمی: رشتہ داروں اور قرابت داروں سے صلہ رحمی کرنی چاہئے' قطع تعلقی اور قطع رحمی سے اجتناب کرنا چاہئے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی تعلقات منقطع کر رہا ہو تو اس سے بھی تعلقات جوڑنے کی ہی کوشش کرنی چاہئے۔ فرمان رسالت مآب ﷺ ہے کہ:

"تعلق جوڑنے والا وہ نہیں کہ جو بدلے میں ایسا کرے بلکہ تعلق جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کی جائے تو صلہ رحمی کرے۔

7- پاس مراتب: رشتہ داروں کے مراتب کا خیال کرتے ہوئے ان کے ساتھ تعلق رکھنا چاہئے۔ اس میں دو چیزیں ہیں: ایک تو یہ کہ ان کی عمر اور علم وغیرہ کا لحاظ کرتے ہوئے ان سے سلوک کیا جائے اور دوسرے یہ کہ قرابت کا خیال کیا جائے کہ جو رشتہ میں زیادہ قریبی ہے اس کا حق زیادہ ہوگا۔

8- محبت و مروت: اپنے اقارب اور رشتہ داروں سے نسبی، زوجیتی اور قلبی تعلق ہوتا ہے اور ان کے ساتھ اس تعلق کا تقاضا ہے کہ ان سے محبت و مروت رکھی جائے۔

9- خدمت: اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داوروں کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہئے، انہیں کسی قسم کی حاجت ہو تو ان سے تعاون کرنا چاہئے، اگر ان میں سے کوئی بیمار یا مریض ہو تو نہ صرف یہ کہ اس کی عیادت کے لئے جانا چاہئے بلکہ اگر اسے ضرورت ہو تو اسے دوا وغیرہ بھی لا کر دینی چاہئے۔ غرضیکہ ان میں سے کسی کو کسی قسم کی بھی حاجت ہو تو اس حاجت کو پورا کرنے میں ان کی مدد کرنی چاہیے۔

10- خوشی و غمی کے مواقع: خوشی و غمی کے مواقع پر ان کی خوشی یا غمی میں شریک ہونا چاہئے اور خود اپنی خوشیوں اور غموں میں بھی ان کو شریک رکھنا چاہئے۔

11- خیر خواہی: ہر حال میں اپنے رشتہ داروں کی خیر خواہی کرنی چاہیے۔ اگر انہیں کسی قسم کا مشورہ درکار ہو تو انہیں بہتر مشورہ دینا چاہئے، اگر ان پر کوئی مصیبت یا آزمائش آرہی ہو تو ان کی موجودگی یا غیر موجودگی میں اس مصیبت کو ان سے ہٹانے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر وہ اس سے بے خبر ہیں تو انہیں آگاہ کر کے اس سے بچنے کی تلقین کرنی چاہئے۔

12- ہمدردی و غمگساری: اپنے دل میں اپنے اقارب کے لئے ہمدردی اور غمگساری کے جذبات رکھنے چاہئیں۔ ان پر کسی بھی قسم کی مصیبت یا آزمائش آجانے پر ان سے اظہارِ افسوس کرنا چاہئے اور انہیں تسلی و تشفی دینی چاہئے۔

13- نرم گفتاری: اپنے اقارب اور رشتہ داروں سے چپقلش اور عناد نہیں رکھنا چاہئے۔ آپس کے اختلافِ رائے میں بھی تلخ کلامی سے اجتناب کرنا چاہئے اور نرم لہجہ اختیار کرنا چاہئے۔ اگر مقابل فریق تلخی بھی کرے تو حکم و بردباری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

14- وراثت: شریعت اسلامیہ نے بعض رشتہ داروں کے ایک دوسرے کے لئے وراثت میں بھی حصے مقرر کئے ہیں۔ قرآن و حدیث میں وراثت کے احکام کی کافی تفصیلات موجود ہیں۔

سوال: ہمسایہ کا مفہوم بیان کیجئے نیز ہمسائیگی کی اہمیت واضح کیجئے۔

جواب

ہمسایہ کا مفہوم اور ہمسائیگی کی اہمیت

ہمسایہ کا مفہوم: ہمسایہ کا لفظ نہایت وسیع معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ان وسیع معنوں کے لحاظ سے گھر کے قریبی رہائشیوں کے علاوہ ایک ادارے کے ملازمین یا ایک سکول کے طلبہ یا ایک سفر کے ساتھی وغیرہ آپس میں ایک دوسرے کے لیے ہمسائے ہوں گے۔ حقیقی معنوں میں البتہ ہمسایہ صرف گھر کے قریبی رہائشیوں کو ہی کہا جاتا ہے۔

ہمسائیگی کی اہمیت:

انسان کو مدنی الطبع یا معاشرتی حیوان کہا جاتا ہے۔ یہ فطری طور پر معاشرت پسند ہے۔ یہ معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ

مل جل کر رہنا چاہتا ہے اور رہنا پسند کرتا ہے۔ مل جل کر رہنا اور معاشرت اختیار کرنا اس کا فطری تقاضا بھی ہے اور اس کی ضرورت بھی۔ اسے زندگی گزارنے کے لئے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اور ان ضروریات کے پورا کرنے کے لیے اسے بہت سے لوگوں سے تعاون اور مدد طلب کرنا پڑتی ہے۔ ہمسایہ انسان کے قریب رہتا ہے اور وہ کسی بھی وقت اس کے لئے سب سے بڑا معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہمسائیگی کا خیال کرنے کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''جبرائیل مجھے ہمسایہ کے متعلق تاکید کرتے رہے' یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا وہ اسے وارث بھی بنا دیں گے۔''

اسلام میں ہمسائیگی کی کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں تو غیر مسلم اور مشرک ہمسائے کو بھی حقوق سے یکسر محروم نہیں کیا گیا' اگرچہ اسے حقوق کے معاملے میں پیچھے ضرور رکھا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''ہمسائے تین طرح کے ہیں ایک وہ کہ جن کا ایک ہی حق ہے' دوسرے وہ کہ جن کے دو دو حق ہیں اور تیسرے وہ کہ جن کے تین تین حق ہیں۔ تو جس ہمسائے کا ایک ہی حق ہے اور وہ سب ہمسایوں میں ادنیٰ حقدار ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے کہ جس سے کسی طرح کی قرابت نہیں اور جس کے دو دو حق ہیں وہ مسلمان ہمسایہ ہے کہ اس کے لئے ایک حق اسلام کا ہے اور ایک ہمسائیگی کا اور جس کے تین تین حق ہیں اور یہی سب ہمسایوں میں زیادہ حقدار ہے وہ مسلمان قرابت دار ہے کہ اس کے لیے ایک حق اسلام کا ہے' دوسرا ہمسائیگی کا اور تیسرا قرابت کا۔''

نوٹ: اس سوال میں اس سے اگلے سوال ''ہمسایہ کے حقوق و فرائض'' میں دی گئی سورۃ النساء کی آیت اور تمام احادیث کا بھی اضافہ کر کے سوال کو مزید پھیلایا جا سکتا ہے۔

سوال: ہمسایہ کے حقوق و فرائض تفصیلاً بیان کیجئے۔

جواب

ہمسایہ کے حقوق و فرائض

شریعت اسلامیہ میں ہمسائے کا بہت زیادہ حق ہے اور اس کے حقوق کی ادائیگی کی بہت زیادہ تاکید ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''جبریل مجھے ہمسایہ کے متعلق تاکید کرتے رہے' یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ وہ اسے وارث بھی بنا دیں گے۔''

ذیل میں ہم ہمسائے کے چیدہ چیدہ حقوق کی طرف ایک نظر کر رہے ہیں۔ حقوق و فرائض کی باہمی نسبت کی بناء پر ہمسایہ کے یہ حقوق دیگر ہمسایوں کی نسبت سے ہمسایہ کے فرائض بھی ہوں گے:

1- حسن سلوک: شریعت اسلامیہ ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ .(4 النساء 36)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین اور قرابت داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قرابت والے ہمسائے اور اجنبی ہمسائے اور پاس بیٹھنے والے کے ساتھ نیکی کرو۔

2-اشیائے ضرورت عاریۃً دینا: اگر کسی ہمسائے کو کسی چیز کی ضرورت پیش آجائے اور وہ اپنے ہمسائے سے کچھ دیر کے لیے وہ چیز ادھار مانگنے آجائے تو اسے وہ چیز دے دینی چاہیے۔ قرآن حکیم میں قیامت کو جھٹلانے والوں کی صفات میں سے ایک یہ بھی بیان کی ہے کہ:

وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ .(107 الماعون 7)

اور برتنے کی چیزیں مانگنے پر نہیں دیتے۔

3-ضروریات کا خیال: ہمسایوں کو اپنے ہمسایوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ صرف اپنی ضروریات پر توجہ رکھنا اور ہمسائے کی ضروریات کا خیال نہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ:

''وہ مؤمن نہیں کہ جو خود تو سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔''

4-احساس: ہمسایوں کو ایک دوسرے کا احساس کرنا چاہیے اور ان کی خبر گیری کرتے رہنا چاہیے۔ فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے کہ:

''جب تم کوئی شوربہ بناؤ تو اس کا پانی بڑھا دو اور اپنے ہمسائے کی خبر لو۔''

5- تحائف و ہدیہ: اپنے ہمسایوں سے محبت اور تعلقات میں اضافے کے لئے انہیں تحائف اور ہدیہ وغیرہ بھیجنا بھی مناسب ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تمہارے گھر سے زیادہ قریب ہے۔

6-اچھائی و نیکی: ہمسایہ کے ساتھ ہمیشہ اچھائی اور نیکی کا سلوک کرنا چاہیے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:

''اللہ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے کہ جو اپنے پڑوسی کے لئے اچھا ہے۔''

7-ایذاء نہ دینا: ہمسایہ کو کسی قسم کی اذیت اور تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔ ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے تین دفعہ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہے، اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! کون؟ فرمایا کہ جس کے ہمسائے اس کے ایذاء سے محفوظ نہ ہوں۔

8- حقیر نہ سمجھنا: اپنے کسی بھی ہمسایہ کو اپنے سے حقیر نہیں سمجھنا چاہیے اور اس کے ساتھ حقارت کا سلوک نہیں کرنا چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو حقیر نہ سمجھے۔''

9- امانت رکھنا: اگر کوئی ہمسایہ اپنے ہمسائے کے پاس اپنی کوئی چیز بطور امانت رکھنا چاہیے تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے کہ:

''اگر تیرا پڑوسی تنور میں روٹی پکانا چاہے یا اپنا کچھ سامان ایک آدھ دن کے لئے تیرے پاس رکھنا چاہے تو اس کو منع نہ کر۔''

10- حفظ ناموس: اپنے پڑوسی کی عزت و ناموس کا بھی خیال رکھنا چاہیے اور کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیے کہ جس سے پڑوسی کی عزت پر حرف آئے۔ ایک آدمی نے حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ کسی شریک کو پکارے حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے کہا: اس کے بعد کونسا؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ اس نے کہا: اس کے بعد کونسا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے۔

11- شفعہ: پڑوس میں کوئی جائیداد وغیرہ فروخت ہو رہی ہو تو پڑوسی کو شفعہ کا حق بھی حاصل ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ:

''پڑوسی کو اپنے شفعہ کا زیادہ حق حاصل ہے۔''

www.downloadclassnotes.com

12- بہتر تعلقات: ہمسایہ کا یہ حق ہے کہ اس کے ساتھ بہتر تعلقات استوار کئے جائیں۔ اس میں بہت سی چیزیں آ جاتی ہیں، مثلاً ہمسایہ کی خوشی غمی میں شرکت، اس کی عیادت، اس کے جنازے میں شرکت، اس کی امداد وغیرہ۔ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ اکرامؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ہمسایہ کا حق کیا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اگر (ہمسایہ) تم سے مدد مانگے تو مدد دو، قرض مانگے تو قرض دو، محتاج ہو تو کچھ سلوک کرو، بیمار ہو تو عیادت کرو، مر جائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ، خوشی کے موقع پر مبارکباد دو، غمی کے موقع پر تعزیت کرو، اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اٹھاؤ کہ اس سے ہوا رکے، نئے پھل خریدو تو اسے بھی بھیجو اور اگر نہیں بھیج سکتے تو پوشیدہ رکھو اور بچوں کو پھل ہاتھ میں لے کر باہر نہ جانے دو کیونکہ اس کے (یعنی ہمسایہ کے) بچے کڑھیں گے۔''

سوال: **شہری کا مفہوم بیان کرتے ہوئے شہریوں کے حقوق تفصیلاً بیان کیجئے۔**

☆ **شہری کے حقوق و فرائض پر نوٹ لکھیے۔** (ملتان بورڈ 2006ء)

☆ **شہری کی تعریف کیجئے اور اس کے حقوق و فرائض بیان کیجئے۔** (لاہور بورڈ 2009ء)

جواب

شہری کا مفہوم اور شہریوں کے حقوق

شہری کا مفہوم:

شہری کا لغوی معنی اگرچہ ''شہر میں رہنے والا'' ہے لیکن اصطلاح میں شہری ہر اس فرد کو کہتے ہیں کہ جو کسی ریاست میں رہتا ہو۔ خواہ اس کی رہائش کسی شہر میں ہو یا قصبے یا دیہات میں ہو یا آبادیوں سے باہر کسی جنگل میں ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے لئے عقیدے، مذہب، رنگ و نسل وغیرہ کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ کسی بھی ریاست کا شہری کسی بھی عقیدے یا مذہب یا رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والا ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے ایک اسلامی ریاست میں بھی مسلم شہریوں کے علاوہ غیر مسلم شہری بھی ہو سکتے ہیں کہ جنہیں ذمی کہا جاتا ہے۔

شہریوں کے حقوق:

شریعت اسلامیہ نے ایک اسلامی ریاست کے شہریوں کو کئی طرح کے حقوق دیئے ہیں، مثلاً مذہبی حقوق، معاشرتی حقوق، سیاسی حقوق، معاشی حقوق، تہذیبی و ثقافتی حقوق اور قانونی حقوق۔ ذیل میں ہم شہریوں کے ان حقوق کی طرف ایک نظر کر رہے ہیں:

مذہبی حقوق:

1- عقیدہ کی آزادی: اسلام کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بناتا بلکہ ہر ایک کو اپنی مرضی کے مطابق عقیدہ و مذہب اختیار کرنے کی آزادی دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ. (2 البقرہ 256)

دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں ہے۔

2- عبادت کی آزادی: اسلامی ریاست میں ہر عقیدہ اور ہر مذہب کے افراد کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ نصاریٰ نجران کا وفد جب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے انہیں مسجد نبوی میں اپنے طرز پر عبادت کرنے کی اجازت دی۔

3- اپنے مسلک کے مطابق چلنے کا حق: اسلامی ریاست کے ہر عقیدہ و مذہب کے شہریوں کو صرف اپنی عبادت کا ہی نہیں بلکہ اپنی پوری

زندگی کو اپنے مسلک اور اپنے طریقہ کے مطابق گزارنے کا حق حاصل ہے۔ حتیٰ کہ بعض ایسے امور کہ جو شریعت اسلامیہ میں ناجائز ہیں لیکن ان کی شریعت میں اگر جائز ہوں تو انہیں ایسے امور کی بھی اجازت ہے' مثلاً شراب کی خرید و فروخت اسلام میں ناجائز ہے لیکن یہ اسلامی ریاست کے غیر مسلموں کے لئے آپس میں جائز ہے۔ البتہ اس میں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان کے کسی ایسے طرز کی اجازت انہیں بہر حال نہیں دی جاسکتی کہ جس کا اثر باقی معاشرے پر بھی پڑے۔

4- عبادت گاہوں کی مرمت و اصلاح کا حق: ایک اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کو اپنی نئی عبادت گاہ بنانے کی اجازت دینا تو خلاف مصلحت ہے اور اس سے روکا گیا ہے لیکن ان کی پہلے سے موجود عبادت گاہوں کی تعمیر اور اصلاح کا حق بہر حال انہیں حاصل ہے۔

5- مذہبی تہوار منانے کی آزادی: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق مذہبی تہوار منانے کی بھی اجازت ہے لیکن اس میں بھی یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ انہیں کسی ایسے اقدام کی اجازت نہیں ہے کہ جس کا باقی معاشرے پر اثر پڑے۔

6- رواداری کا سلوک: اسلام اپنی ریاست کے تمام شہریوں کے ساتھ رواداری کا درس دیتا ہے خواہ وہ کسی بھی مسلک و مذہب اور عقیدہ کے ہوں۔ اسلام کسی غیر مسلم کی بھی دل آزاری کی یا کسی کے معبود کو برا بھلا کہنے کی اجازت نہیں دیتا۔

وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًام بِغَیْرِ عِلْمٍ ط. (6 الانعام 108)

اور جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں تم انہیں برا نہ کہو پس وہ بغیر سمجھے بے ادبی سے اللہ کو برا کہنے لگیں گے۔

معاشرتی حقوق:

1- حق تحفظ حیات: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اپنی زندگی بچانے کا حق حاصل ہے۔ اسلامی ریاست اسے یہ تحفظ فراہم کرنے کی پابند ہے۔

2- حق تحفظ عزت و عصمت: اپنی جان کی طرح اسلامی ریاست کے ہر مسلم و غیر مسلم شہری کو اپنی عزت و عصمت اور ناموس کی حفاظت کا بھی حق حاصل ہے۔ اس کی عزت و ناموس کا تحفظ بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

3- حق مساوات: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو مساوات کا حق بھی حاصل ہے' ہر ایک کے ساتھ یکساں قسم کا سلوک ہونا چاہئے۔ اسلام کی نظر میں تمام انسان بحیثیت انسان آپس میں برابر ہیں۔ تمام انسان ایک ہی نفس سے پیدا کئے گئے ہیں۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ. (4 النساء 1)

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو کہ جس نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا۔

4- حق ازدواج: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو اپنی مرضی اور پسند سے شادی کا بھی حق حاصل ہے۔ انہیں شادی نہ کرنے یا کسی خاص جگہ شادی کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

5- حصول تعلیم کا حق: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو اپنی پسند کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ کسی شہری کی تعلیم پر پابندی عائد نہیں کی جاسکتی۔ حکومت تعلیم کے مناسب انتظامات کرنے کی پابند ہے۔

6- حفظ صحت کا حق: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو اپنی صحت کی حفاظت یا صحت کی بحالی کے لئے خود اقدامات کرنے کی بھی مکمل آزادی حاصل ہے۔ ریاست کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ریاست کے شہریوں کی صحت کے تحفظ کے لئے مناسب اقدامات کرے۔

7- ذاتی معاملات میں آزادی: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو اپنی نجی اور ذاتی زندگی کے تمام معاملات میں مکمل آزادی حاصل ہے۔ البتہ اس کے کسی اقدام سے کسی دوسرے شہری کا نقصان نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی کسی کو اذیت یا تکلیف پہنچنی چاہئے اور یہ کہ ایک مسلمان شہری کا کوئی کام خلاف شریعت بھی نہیں ہونا چاہئے۔

سیاسی حقوق:

1- حق رائے دہی: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو رائے دہی اور ووٹ کا بھی حق حاصل ہے۔ وہ نمائندوں کے انتخاب میں اپنی رائے کا آزادانہ استعمال کر سکتا ہے۔

2- حق منصب: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو صرف یہی نہیں کہ دوسرے امیدواروں کو ووٹ دینے کا اختیار حاصل ہے بلکہ اسے خود بھی امیدوار بننے کا اختیار حاصل ہے۔ البتہ غیر مسلم شہریوں کو اسلامی ریاست کے چند اہم مناصب جو کہ اساسی حیثیت رکھتے ہیں پر فائز ہونے کا اختیار حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ مصلحت کے خلاف ہے۔

3- شخصی آزادی: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو شخصی آزادی بھی حاصل ہے۔ شخصی آزادی میں بہت سی چیزیں شامل ہیں جن میں سے آزادئ تحریر و تقریر سب سے اہم ہے۔

4- حق محاسبہ و تنقید: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو مناسب انداز میں حکومت کا محاسبہ اور حکومت پر تنقید کا بھی حق حاصل ہے۔

5- حالات سے آگاہی کا حق: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو ملکی و غیر ملکی حالات سے آگاہ رہنے کا بھی مکمل حق حاصل ہے۔ اسلامی ریاست کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ ریاست کا میڈیا صحیح اور درست خبر رسانی کرے۔

6- اجتماع: اسلامی ریاست کے شہریوں کو تبلیغی، اصلاحی، سیاسی وغیرہ ہر قسم کے اجتماع اور اجلاس منعقد کرنے کا بھی حق حاصل ہے لیکن ان اجلاسوں میں اصلاحی پہلو ہونا چاہیے نہ کہ تخریبی۔

7- احتجاج: اسلامی ریاست کے شہریوں کو اپنے پر ہونے والی زیادتی وغیرہ پر جائز حد تک احتجاج کا بھی مکمل حق حاصل ہے۔

معاشی حقوق:

1- کسب معاش کا حق: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو کسب معاش کے بھی یکساں حقوق حاصل ہیں۔ انہیں کسب معاش سے زبردستی روکا نہیں جا سکتا، بلکہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ انہیں کسب معاش کی ترغیب دے تاکہ قومی ترقی ممکن ہو سکے اور یہ بھی کہ انہیں کسب معاش کے لئے مناسب مواقع بھی فراہم کرے۔

2- حق ملکیت: اسلامی ریاست کے شہریوں کو ملکیت کا بھی حق حاصل ہے۔ وہ کوئی بھی جائز چیز جائز ذرائع سے حاصل کر کے اسے اپنی ملکیت میں رکھ سکتے ہیں۔

3- خرچ کی آزادی: صرف یہی نہیں کہ وہ کوئی بھی جائز چیز جائز ذرائع سے حاصل کر کے اپنی ملکیت میں رکھ سکتے ہیں بلکہ اسے جائز مقاصد کے لئے استعمال اور خرچ بھی کر سکتے ہیں۔

4- جائیداد بنانے کا حق: اسلامی ریاست کے شہریوں کو جائز ذرائع سے جائیداد بنانے کا بھی حق حاصل ہے۔ انہیں اس سلسلے میں پابند نہیں کیا جا سکتا۔

5- حفاظت مال کا حق: اسلامی ریاست و حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی عزت و عصمت اور جان کے علاوہ ان کے مال کی حفاظت کا بھی انتظام کرے۔

6- پیشے کے انتخاب کی آزادی: اسلامی ریاست کے شہریوں کو اپنے پیشے کے انتخاب کی بھی مکمل آزادی حاصل ہے۔ وہ اپنی مرضی اور صلاحیت کے مطابق کسی بھی جائز پیشے کو اپنا سکتے ہیں۔

7- خرید و فروخت کی آزادی: اسلامی ریاست کے شہریوں کو یہ آزادی بھی حاصل ہے کہ وہ اپنی جائز آمدن سے جس قسم کی چاہیں جائز خرید و فروخت بھی کر سکتے ہیں۔

8- تجارتی سفر کا حق: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو کاروبار اور تجارت وغیرہ کے سلسلہ میں ریاست کے کسی بھی علاقہ کے تجارتی سفر کا بھی حق حاصل ہے۔ بلکہ وہ کسب معاش کے لئے بیرون ملک کا سفر اختیار کرنے کا بھی حق رکھتے ہیں۔

9- طلب معاوضہ کا حق: اسلامی ریاست کا کوئی بھی شہری اپنے کام اور اپنی محنت کی اجرت اور معاوضہ حاصل کرنے کا بھی حق رکھتا ہے اور اگر اسے معاوضہ کی ادائیگی میں تنگ کیا جا رہا ہو تو ریاست وحکومت کی ذمہ داری ہے کہ اسے معاوضہ اور اجرت دلوائے۔

10- معاشی تحفظ: اگر اسلامی ریاست کا کوئی شہری اپنی کسی معذوری یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے کسب معاش کے قابل نہیں رہا تو اس کی اور اس کے زیر کفالت آنے والے ان افراد کی بھی کہ جن کی کفالت سے اب یہ قاصر ہے ان سب کی کفالت کا ذمہ ریاست پر ہے۔

تہذیبی وثقافتی حقوق:

1- انداز بود وباش کی آزادی: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو اپنے اپنے انداز میں زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے لیکن انہیں کوئی ایسا انداز اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ جس سے ریاست کے دوسرے شہری متاثر ہوں یا وہ خلاف شریعت ہو۔

2- رسوم ورواج کا حق: اسلامی ریاست اپنے شہریوں کو یہ بھی آزادی دیتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اہم مواقع پر اپنے خاندانی رسوم و رواج کو اپنائیں لیکن ان رسوم ورواج میں اسراف وتبذیر سے منع کیا گیا ہے نیز کسی ایسی رسم کی اجازت نہیں ہے کہ جو اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو۔

3- روایات برقرار رکھنے کا حق: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو اپنی روایات برقرار رکھنے کا بھی حق حاصل ہے لیکن یہاں بھی یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ روایات اسلامی تعلیمات اور اسلام کی روح کے خلاف نہ ہوں۔

قانونی حقوق:

1- عدل وانصاف کا حق: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو عدل وانصاف کا حق حاصل ہے۔ اگر کسی کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی ہوتی ہے تو اس کو عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس کا حق دلوانا ریاست کی ذمہ داری ہے۔

2- عدالت میں کیس کا حق: اسلامی ریاست کے تمام شہریوں کو اپنے ساتھ ہونے والی کسی بھی زیادتی پر عدالت میں کیس دائر کرنے اور انصاف کا دروازہ کھٹکھٹانے کا بھی حق حاصل ہے۔

3- شواہد مہیا کرنے کا حق: اسلامی ریاست کے شہریوں کو کسی بھی معاملے میں اپنے حق میں شواہد دلائل اور گواہ مہیا کرنے کا بھی مکمل حق حاصل ہے۔

4- وکیل کے تقرر کا حق: اسلامی ریاست کے شہریوں کو کسی بھی معاملے میں اپنے حق میں اپنی پسند اور مرضی کے مطابق وکیل کا تقرر کرنے کی بھی مکمل آزادی حاصل ہے۔

5- حق معاہدہ: اسلامی ریاست کے شہریوں کو آپس میں ہر طرح کے جائز عہد و معاہدے کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔

سوال: اسلامی ریاست میں اقلیتوں (ذمیوں) کے حقوق پر بحث کیجئے۔

☆ اسلامی ریاست میں ذمی (غیر مسلم) شہری کے حقوق بیان کریں۔ (سرگودھا بورڈ 2012ء)

جواب: اسلامی ریاست میں اقلیتوں (ذمیوں) کے حقوق

ایک اسلامی ریاست کی اقلیتوں کو اسلام نے کئی قسم کے حقوق دیئے ہیں:

مذہبی حقوق:

ایک اسلامی ریاست کی اقلیتوں کو اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے اپنی مذہبی عبادات وغیرہ کی ادائیگی کی مکمل اجازت حاصل ہے۔حضور اکرم ﷺ نے نجران کے نصاریٰ کے وفد کو مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہرایا اور مسجد نبوی ﷺ میں ہی انہیں اپنی مذہبی عبادت کا حق دیا۔ شریعت اسلامیہ اگرچہ اقلیتوں کو اسلامی ریاست کی حدود میں نئے عبادت خانے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دیتی' لیکن پہلے سے موجود عبادت خانوں کی مرمت واصلاح کی اجازت دیتی ہے۔

معاشرتی حقوق:

ایک اسلامی ریاست میں بسنے والی اقلیتوں کو ہر قسم کے معاشرتی حقوق بھی حاصل ہیں۔ان کی جان'ان کے مال اور ان کی عزت کا تحفظ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔انہیں حصول تعلیم' علاج اور نقل وحرکت وغیرہ کی مسلمان رعایا ہی کی طرح آزادی حاصل ہے۔

سیاسی حقوق:

اسلامی ریاست کی اقلیتوں کو ووٹ اور اس کے ذریعے اپنے نمائندوں کو منتخب کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔چند اہم ملکی مناصب جو کہ اساسی حیثیت رکھتے ہیں' کے علاوہ ہر قسم کے عہدوں پر ان کا تقرر بھی ہو سکتا ہے۔اساسی حیثیت کے مناصب پر ان کا تقرر نہ کیا جانا ایک اصولی سی بات ہے کہ جسے پابندی نہیں کہا جا سکتا۔الماوردی کے نزدیک تو انتظامی عہدوں پر بھی اقلیتوں کا تقرر کیا جا سکتا ہے۔

معاشی حقوق:

اسلامی ریاست کی اقلیتوں کو اسلامی ریاست میں ہر قسم کی معاشی جدوجہد کا حق حاصل ہے۔وہ اپنے باقاعدہ کاروبار استوار کر سکتے ہیں' بلکہ شراب وخنزیر وغیرہ کی خرید وفروخت جو کہ مسلم رعایا کے لئے ممنوع ہے'اقلیتوں کے لئے یہ بھی آپس میں جائز ہے۔البتہ ایسے امور کہ جو خود ان کے مذہب میں بھی حرام ہوں ان کی اجازت انہیں نہیں دی جا سکتی۔

تہذیبی وثقافتی حقوق:

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کو تہذیبی وثقافتی حقوق بھی حاصل ہیں۔وہ اپنے بیاہ شادیوں کی تقریبات کو اپنے رسوم ورواج کے مطابق ادا کرنے میں مکمل آزاد ہیں۔علاوہ ازیں انہیں اپنی آبادیوں میں اپنے ہر قسم کے تہواروں وغیرہ کی بھی مکمل اجازت ہے۔

قانونی حقوق:

اسلامی ریاست کی اقلیتوں کو قانونی حقوق اور قانونی تحفظ بھی حاصل ہے۔ان کے آپس کے یا مسلمانوں کے ساتھ جھگڑوں وغیرہ میں مکمل انصاف برتا جائے گا۔کسی مسلمان کے مقابلہ میں ان کے ساتھ ناانصافی اور زیادتی نہیں کی جائے گی۔

اسلامی ریاست کی اقلیتوں پر پابندی:

اسلامی ریاست کی طرف سے اقلیتوں کو اگرچہ بہت سے حقوق حاصل ہیں لیکن ان پر یہ پابندی بھی ہوگی کہ وہ اپنے حقوق کے استعمال میں کوئی ایسا کام نہ کریں کہ جو مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث ہو۔نیز یہ کہ بعض امور جو شریعت اسلامیہ میں ناجائز اور حرام ہیں لیکن ان کی شریعت میں وہ جائز ہوں تو اپنی حد تک انہیں ان امور کی اجازت ہے لیکن اگر ان کا اثر باقی معاشرہ پر بھی پڑتا ہو تو پھر انہیں اجازت نہیں دی جا سکتی۔نیز وہ جزیہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔

اعتراف حقیقت:

اسلامی ریاست میں اقلیتوں کی حیثیت کے متعلق پروفیسر آرنلڈ اقرار کرتا ہے کہ:

''مسلمان حکومتوں نے رواداری کا جو رویہ اقلیتوں کے لیے اپنایا' اس کی نظیر تو یورپ کی حالیہ تاریخ بھی دینے سے قاصر ہے۔

بلکہ ایسے ممالک جہاں مسلمان صدیوں تک حکمران رہے وہاں عیسائیوں کا وجود ہی اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ مسلمان حکمرانوں کا رویہ من حیث المجموعی رواداری پر مبنی تھا۔"

سوال: اسلامی ریاست کے شہریوں کے فرائض تفصیلاً بیان کیجئے۔

☆ **اسلامی ریاست کے ایک اچھے شہری کے اوصاف بیان کیجئے۔**

☆ **شہری کے حقوق و فرائض پر نوٹ لکھئے۔** (ملتان بورڈ 2006ء)

☆ **شہری کی تعریف کیجئے اور اس کے حقوق و فرائض بیان کیجئے۔** (لاہور بورڈ 2009ء)

جواب: شہریوں کے فرائض (اچھے شہری کے اوصاف)

اسلامی ریاست کے شہریوں کے ذمہ ریاست کے کچھ حقوق بھی ہوتے ہیں، جنہیں شہریوں کے فرائض کہا جائے گا۔ ایک اچھا شہری ان تمام فرائض کو ذمہ داری کے ساتھ بجا لائے گا، اس لحاظ سے شہریوں کے انہی فرائض کو اچھے شہری کے اوصاف کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ہم شہریوں کے چیدہ چیدہ فرائض یا اوصاف پر ایک نظر کر رہے ہیں:

1- اطاعت: ایک اچھے شہری کے لئے ضروری ہے کہ وہ ریاست کے سربراہ کی مکمل اطاعت کرے، البتہ اگر سربراہ برائی کا حکم دے تو ایسی صورت میں اس کی اطاعت لازم نہیں ہوگی۔

2- احترام قانون: امیر کی اطاعت کے علاوہ ایک اچھے شہری کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ریاست کے قانون کا احترام کرے اور اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔

3- وفاداری: اسلامی ریاست کے ایک اچھے شہری کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ہر لحاظ سے ریاست کا وفادار رہے اور غداری کا ارتکاب نہ کرے۔

4- ٹیکسوں کی ادائیگی: ریاست انتظامی امور کو بہتر طور پر چلانے کے لئے اپنے شہریوں پر کچھ ٹیکس نافذ کرتی ہے۔ ایک اچھے شہری کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ٹیکس پوری طرح ادا کرے۔

5- واجبات کی ادائیگی: ٹیکسوں کے علاوہ شہریوں کے ذمہ ریاست کے کچھ واجبات بھی ہو سکتے ہیں مثلاً ریل اور جہاز وغیرہ کے کرائے، بجلی کا بل، پانی کا بل، گیس کا بل وغیرہ۔ اگر یہ سب حکومت کی طرف سے ہوں، پرائیویٹ کمپنیوں کے پاس نہ چلے گئے ہوں تو یہ سب حکومت کو ادا کرنے والے واجبات ہوں گے اور اچھے شہری کے لئے ضروری ہے کہ یہ تمام واجبات ادا کرے۔

6- ملکی مفادات کا لحاظ: ایک اچھے شہری کو ملکی مفادات کا بھی پاس و لحاظ کرنا چاہئے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے کہ جو ملکی مفادات کے خلاف ہو۔ نیز اسے ملکی مفادات کو اپنے ذاتی مفادات پر مقدم رکھنا چاہئے۔

7- حکومت سے تعاون: ایک اچھے شہری کو حکومت کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنا چاہئے مثلاً رفاہِ عامہ کے امور وغیرہ میں شہریوں کو حکومت کے انتظامات مؤثر بنانے میں مدد دینی چاہئے۔

8- عوامی خدمت: ایک اچھے شہری کو یہ بھی چاہئے کہ وہ عوامی خدمت کے کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ اس سے ملکی خوشحالی اور ترقی میں اضافہ ہوگا۔

9- فرائض کی انجام دہی: ایک اچھے شہری کو ان تمام فرائض اور ذمہ داریوں کو احسن انداز میں نبھانا چاہئے کہ جو حکومت اس کے ذمہ

لگائے۔علاوہ ازیں وہ جس پیشے کے ساتھ منسلک ہے اسے چاہیئے کہ اس پیشے کے ساتھ بھی انصاف کرے اور اپنی ذمہ داری اچھی طرح پوری کرے۔اگر ہر شہری اپنے اپنے پیشے کے لحاظ سے اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریاں صحیح طرح پوری کرے تو اس سے ملک ترقی کے راستے کی طرف گامزن ہوگا۔

10- جہاد میں حصہ: اگر ریاست پر کوئی دوسرا ملک حملہ کر دیتا ہے تو ریاست کے ہر شہری پر فرض ہے کہ خواہ وہ باقاعدہ فوجی نہیں ہے پھر بھی اسلامی ریاست کی فوج کے شانہ بشانہ دشمن کا مقابلہ کرے۔اگر باقاعدہ لڑائی میں حصہ لینے سے قاصر ہو تب بھی جس انداز میں بھی ممکن ہو تعاون کرے۔

11- ناجائز مطالبات سے گریز: اسلامی ریاست کے ایک اچھے شہری کے لیے یہ ہرگز مناسب نہیں کہ وہ بلاوجہ ناجائز مطالبات کرے اور پھر انہیں منوانے کے لیے ہڑتالوں وغیرہ کے ذریعے حکومت پر دباؤ ڈالے۔ہاں! البتہ اسے اپنے جائز مطالبات کے لئے آواز اٹھانے کا حق حاصل ہے۔

12- دوسرے شہریوں سے رواداری: ایک اسلامی ریاست کے اچھے شہری کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ریاست کے دوسرے شہریوں کے ساتھ رواداری اور حسن سلوک کے ساتھ اچھے انداز میں رہے اور ان کے حقوق کا بھی احترام کرے۔

13- فساد سے پرہیز اور قیام امن: ایک اچھے شہری کو یہ بھی چاہیئے کہ وہ ہر قسم کے جھگڑے وفساد یا فرقہ واریت سے گریز کرے اور حکومت کی قیام امن کی کوششوں میں معاونت کرے۔

14- اخوت ومساوات: ایک اچھے شہری کو ریاست کے دوسرے شہریوں کے ساتھ اخوت ومساوات کے ساتھ رہنا چاہیئے۔اسے تمام شہریوں کے ساتھ برادرانہ سلوک کرنا چاہیئے اور کسی بھی شہری کو اپنے سے حقیر بھی نہیں سمجھنا چاہیئے۔

15- اچھائی کی ترغیب اور برائی سے روکنا: ایک اچھے شہری کو یہ بھی چاہیئے کہ وہ ریاست کے دوسرے شہریوں کو بھی اچھائی کی ترغیب دے اور اگر کوئی شہری کسی غلط کام میں ملوث ہو رہا ہو تو اسے اس سے منع کرے۔

16- اخلاق حسنہ: ایک اچھے شہری کو اخلاق حسنہ کو اپنانا چاہیئے اور اخلاق سیئہ یا رذائل سے اجتناب کرنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہیئے۔

17- حق رائے دہی کے استعمال میں احتیاط: ریاست وحکومت اگر کسی بھی معاملہ میں شہریوں کی رائے یا مشورہ طلب کرے یا انتخابات میں انہیں اپنے نمائندے منتخب کرنے کے لئے ووٹ کا حق دے تو تمام شہریوں کو چاہیئے کہ وہ رائے اور ووٹ دیتے وقت احتیاط سے کام لیں اور کوئی ایسی رائے نہ دیں کہ جو ملکی سلامتی یا ملکی مفادات کے خلاف ہو اور نہ ہی کسی غلط فرد کو ووٹ دیں۔

18- آمدن کا مناسب استعمال: ایک شہری کی ذاتی آمدن پر اگرچہ اسے آزادی کے ساتھ خرچ کرنے کا اختیار حاصل ہے لیکن اسے بہرحال یہ بھی چاہیئے کہ اپنی آمدن کو مناسب انداز میں خرچ کرے تاکہ ملکی سرمایہ ضائع نہ ہو بلکہ کارآمد مقاصد میں استعمال ہو کر ملکی ترقی کا باعث بنے۔

19- تعلیم: اسلامی ریاست کے ایک اچھے شہری کو یہ بھی چاہیئے کہ وہ خود بھی مناسب تعلیم حاصل کرے اور اپنی اولاد کو بھی اچھی تعلیم دلوائے تاکہ وہ خود اور اس کی اولاد ریاست کے لئے اچھے اور کارآمد افراد ثابت ہوں۔

20- صحت: ایک اچھے شہری کو اپنی اور اپنے گھر والوں کی صحت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ اچھی صحت کے ساتھ ہی وہ معاشرے اور ریاست کے لئے اچھے ورکر ثابت ہو سکتے ہیں۔

www.downloadclassnotes.com

سوال: اسلامی ریاست کا مفہوم واضح کیجئے نیز اس کی ضرورت واہمیت اور مقاصد پر بحث کیجئے۔

جواب: اسلامی ریاست کا مفہوم اور ضرورت واہمیت ومقاصد

اسلامی ریاست کا مفہوم:

اسلامی ریاست کا مفہوم سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ریاست کا مفہوم اور اس کے عناصر ترکیبی واضح ہوں۔اس لئے اسلامی ریاست کا مفہوم واضح کرنے سے پہلے ہم ریاست کا مفہوم اور اس کے عناصر ترکیبی کی وضاحت کریں گے:

ریاست:

ایک ایسا خطہ زمین کہ جہاں لوگ اپنے ایک خاص نظام حکومت اور قانون کے تحت زندگی بسر کریں ریاست کہلاتا ہے۔

ریاست کے عناصر ترکیبی:

ایک ریاست میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے کہ جنہیں ریاست کے عناصر ترکیبی کہا جاتا ہے:

(i) علاقہ (ii) آبادی (iii) حکومت (iv) اقتدار اعلیٰ

اسلامی ریاست:

اسلامی ریاست ایسی ریاست کو کہا جائے کہ جس کے افراد اپنے علاقہ میں اسلامی قانون کے نفاذ کا فیصلہ کرلیں اور اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف اللہ ہی کے لئے تسلیم کرلیں۔اسلامی ریاست میں قانون کی بنیاد قرآن وسنت پر ہوگی اور کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جاسکے گا کہ جو قرآن وسنت کے خلاف ہو۔

اسلامی ریاست کی ضرورت واہمیت اور مقاصد:

سیاسی لحاظ سے ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایک اسلامی ریاست کا قیام نہایت اہم بلکہ ضروری اور ناگزیر ہے۔ذیل میں ہم ان چند امور کا ذکر کررہے ہیں کہ جن کی بناء پر ہم ایک اسلامی ریاست کے قیام کو اہم بلکہ ضروری خیال کرتے ہیں اور ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہی امور ایک اسلامی ریاست کے مقاصد بھی ہیں کہ جن مقاصد کے حصول کے لئے ایک اسلامی ریاست کا قیام اہم اور ضروری ہے۔

1-احکامات الٰہیہ کا نفاذ: اسلام ایک مکمل اور جامع دین ہے اور اس نے زندگی کے ہر شعبہ میں تعلیمات دی ہیں۔اس کی تعلیمات کی وسعت اور ان میں موجود قوت نافذہ اور کشش اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی ایسا خطہ موجود ہو کہ جہاں ان تعلیمات اور احکامات الٰہیہ کا نفاذ ہوسکے۔حقیقت یہ ہے کہ احکامات الٰہیہ کا نفاذ انسانیت کی فلاح کے لئے نہایت ضروری ہے۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ .(5 المائدہ 48)

پس تو ان کے درمیان اس کے مطابق حکم کر کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے۔

2-آزادیٔ عمل: اسلام اپنے ماننے والوں کو کچھ تعلیمات پر عمل کی دعوت دیتا ہے اور ایک غیر مسلم ریاست میں ان تعلیمات پر آزادی سے عمل ممکن نہیں ہے۔غیر اسلامی ریاست کی اپنی کچھ اقدار اور روایات ہوں گی کہ جو مسلمانوں کی آزادیٔ عمل میں رکاوٹ بن جائیں گی۔ شریعت اسلامیہ اگر گائے کی قربانی کا تقاضا کرے تو ایک ایسی ریاست کہ جس میں گائے کا ذبح کرنا ممنوع ہو اور اس کے تقدس کی پامالی سمجھا جائے تو وہ ریاست کیسے مسلمانوں کو آزادی کے ساتھ گائے ذبح کرنے کی آزادی دے سکے گی۔چنانچہ تعلیمات اسلامیہ پر عمل اور آزادانہ عمل کا تقاضا ہے کہ ایک ایسی اسلامی ریاست ہو کہ جو آزادانہ عمل میں رکاوٹ نہ بنے اور جس میں مسلمان آزادی کے ساتھ تعلیمات ربانی پر عمل کرسکیں۔

3- ظلم کا خاتمہ: اسلام عدل کا داعی ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ عدل کا صحیح تصور صرف اور صرف اسلام نے ہی دیا ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ دیگر تمام معاشروں اور تہذیبوں میں کسی نہ کسی انداز میں ظلم موجود ہے اور شرک جو ظلم عظیم ہے وہ تو ہر غیر اسلامی معاشرے اور تہذیب میں داخل ہو چکا ہے۔ جب معاشرہ میں ظالم، ظلم اور مظلوم موجود ہوں تو ایک کشمکش شروع ہو جاتی ہے۔ ظالم اپنا ظلم برقرار رکھنا اور بڑھانا چاہتا ہے اور مظلوم اس کے ظلم سے نجات چاہتا ہے۔ مظلوم کی یہ پکار تقاضا کرتی ہے کہ ایک ایسی ریاست موجود ہو کہ جو ظلم و زیادتی اور جبر سے پاک ہو اور وہ ریاست صرف اور صرف ایک اسلامی ریاست ہی ہو سکتی ہے۔

وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ .(4 النساء 58)

اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔

4- معاشرتی امن: ظلم کے علاوہ دیگر کئی مفسدات بھی معاشرتی امن کو تہہ و بالا کرتے ہیں۔ آپس کے لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ، زبان درازی، بدگوئی، غیبت، چوری، راہزنی، اخلاقی بے راہروی وغیرہ سب کچھ معاشرتی امن اور حسن کو غارت کرنے والا ہے۔ فطرت سلیمہ اس قسم کے معاشرے کو ناپسند کرتی ہے اور ایک ایسی ریاست کا تقاضا کرتی ہے کہ جس میں معاشرتی امن اور معاشرتی حسن موجود ہو اور جس میں یہ مفسدات موجود نہ ہوں اور ایسی ریاست یقیناً ایک اسلامی ریاست ہی ہو سکتی ہے۔

5- مقصد تخلیق کی تکمیل: اللہ کریم نے تخلیق انسانی کا مقصد عبادت بتلایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ .(51 الذریت 56)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

عبادت کے فریضہ کی صحیح انداز میں انجام دہی ایک خوبصورت اور پرامن معاشرہ میں ہی ممکن ہے۔ چنانچہ مقصد تخلیق کی تکمیل دوسرے لفظوں میں فریضۂ عبادت کی ادائیگی کا بھی یہ تقاضا ہے کہ ایک ایسی ریاست موجود ہو کہ جس میں رب ذوالجلال والاکرام کی عبادت احسن انداز میں کی جا سکے اور اس کا صحیح حق ادا کیا جا سکے اور ایسی ریاست یقیناً صرف اور صرف ایک اسلامی ریاست ہی ہو سکتی ہے۔

حرفِ اختتام:

ان امور کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک اسلامی ریاست کا ہونا نہ صرف اہم بلکہ ناگزیر بھی ہے اور احکامات الٰہیہ کا نفاذ، آزادیٔ عمل، ظلم کا خاتمہ، معاشرتی امن اور مقصد تخلیق کی تکمیل اس اسلامی ریاست کے قیام کا تقاضا کرنے والے امور بھی ہیں اور یہی اس ریاست کے اہم مقاصد بھی ہیں۔

سوال: اسلامی ریاست کے فرائض تفصیلاً بیان کیجئے۔

جواب

اسلامی ریاست کے فرائض

ایک اسلامی ریاست کا وجود ناگزیر اور ضروری ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ ریاست کا فائدہ تبھی ہو سکتا ہے کہ جب وہ اپنے فرائض سر انجام دے۔ اگر ریاست اپنے فرائض سرانجام نہیں دے رہی ہو تو اس کے قیام کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسلامی ریاست کے فرائض کو حکومت کے فرائض بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ ریاست ان فرائض کی بجا آوری حکومت اور حکمرانوں کے ذریعے ہی کر سکتی ہے۔ ذیل میں ہم اسلامی ریاست یا اسلامی حکومت کے چیدہ چیدہ فرائض پر ایک نظر کر رہے ہیں:

1- اسلامی نظام کا قیام: اسلامی ریاست کا سب سے پہلا اور سب سے اہم فرض یہ ہے کہ وہ اسلامی نظام کو مؤثر انداز میں نافذ کرے۔

2- نظامِ عدل کا قیام: اسلامی ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو عدل و انصاف فراہم کرے اور انہیں ظلم و زیادتی اور

ناانصافی کے خلاف تحفظ فراہم کرے۔

3- امر بالمعروف و نہی عن المنکر: اسلامی ریاست کو اپنے شہریوں کو نیکی اور اچھائی کی ترغیب دینی چاہیئے اور انہیں ہر قسم کی برائیوں سے روکنا چاہیئے اور اس کے لئے مناسب اقدامات کرنے چاہئیں۔

4- عہدوں پر مناسب افراد کا تقرر: اسلامی ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ انتظام مملکت کو چلانے کے لئے حکومتی عہدوں پر مناسب اور اہل افراد کا تقرر کرے کیونکہ نااہل افراد حکومت و ریاست کا انتظام صحیح طور پر نہیں چلا سکتے اور نقصان بلکہ تباہی کا اندیشہ ہے۔

5- عوام کی فلاح و بہبود: عوام کی فلاح و بہبود کے انتظام کرنا بھی ریاست کے فرائض میں شامل ہے۔ گلیوں، نالیوں، سڑکوں، پلوں، نہروں وغیرہ کی تعمیر اور رفاہ عامہ کے دیگر امور سب اس کے ذیل میں آتے ہیں۔

6- بیت المال کا صحیح انتظام: اسلامی ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ بیت المال کا مناسب اور صحیح انتظام کرے۔ بجٹ مرتب کرتے وقت عوام کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھے، ٹیکسوں کا بوجھ کم سے کم کرنے کی کوشش کرے، اخراجات اور رقم کے ضیاع پر کنٹرول کرے۔

7- ملکی دفاع: اسلامی ریاست کو ملکی دفاع کے لئے بھی مناسب انتظامات کرنے چاہئیں۔ اسے کسی بھی ممکنہ حملے کے پیش نظر اپنی طاقت اور قوت جمع رکھنی چاہیئے۔

8- معاشرتی امن: اسلامی ریاست کو ایسے انتظامات کرنے چاہئیں کہ جن کے ذریعے معاشرہ میں امن و امان ممکن ہو اور لوگ تحفظ محسوس کریں۔

9- تعلیم و صحت کے انتظامات: اسلامی ریاست کو اپنے شہریوں کو تعلیم و صحت کی سہولیات بھی بہم پہنچانی چاہئیں۔ اسے مناسب تعداد میں سکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کی تعمیر کے علاوہ مدارس اسلامیہ کی بھی سرپرستی کرنی چاہیئے اور ہسپتال اور ڈسپنسریاں وغیرہ بھی تعمیر کرنی چاہئیں۔

10- بنیادی سہولیات کی فراہمی: اسلامی ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تمام شہریوں کو بنیادی ضروریات اور سہولیات مثلاً ٹرانسپورٹ، پانی، بجلی، گیس وغیرہ کی فراہمی کا بھی مناسب و معقول انتظام کرے۔

11- معاش کے مواقع فراہم کرنا: ملک سے بیروزگاری کے خاتمہ اور تمام شہریوں کو حصول معاش کے مناسب مواقع فراہم کرنا بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

12- مساوات قائم کرنا: اسلامی ریاست کو یہ بھی چاہیئے کہ وہ اپنے تمام شہریوں میں مساوات قائم کرے اور کسی کے حق میں جانبدارانہ رویہ نہ رکھے، ہر ایک کو یکساں حقوق فراہم کرے۔

13- اتحاد و اتفاق قائم کرنا: اسلامی ریاست کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں میں اتحاد و اتفاق قائم کرنے کی کوشش کرے اور انہیں ہر قسم کی فرقہ واریت اور رنگ، نسل، قوم، علاقہ وغیرہ کے تمام تعصبات سے نکالے۔

14- جان و مال اور عزت کا تحفظ: ریاست کے تمام شہریوں کے جان و مال اور عزت کے تحفظ کے لیے مناسب اور موثر اقدامات کرنا بھی اسلامی ریاست کا فرض ہے۔

15- معاشی تحفظ: اگر اسلامی ریاست کا کوئی شہری اپنی کسی معذوری یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے کسب معاش کے قابل نہیں رہا تو اس کی اور اس کے زیر کفالت آنے والے ان افراد کی بھی کہ جن کی کفالت سے اب یہ قاصر ہے ان سب کی کفالت کا ذمہ ریاست پر ہے۔

16- شخصی آزادی کا تحفظ: اسلامی ریاست کے ہر شہری کو شخصی آزادی کا حق حاصل ہے اور اس کی شخصی آزادی کا تحفظ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی ریاست کو ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ کوئی شہری کسی دوسرے شہری کی شخصی آزادی پر اثر انداز نہ ہو سکے۔

17- اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ: اسلامی ریاست میں رہنے والی غیر مسلم اقلیتوں یا دوسرے لفظوں میں ذمیوں کے حقوق کا تحفظ بھی اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے اور اسے اس کے لئے مناسب اقدامات کرنے چاہئیں۔

سوال: اسلامی ریاست کے حقوق تفصیلاً بیان کیجئے۔

جواب

اسلامی ریاست کے حقوق

نوٹ: اسلامی ریاست کے حقوق وہی ہوں گے کہ جو اسلامی ریاست کے شہریوں کے فرائض ہوں گے، چنانچہ اس سوال کی تیاری کے لئے ''شہریوں کے فرائض (اچھے شہری کے اوصاف)'' کا سوال دیکھیں۔ امید ہے کہ طلبہ اسی سوال میں معمولی لفظی تبدیلیوں کے ساتھ یہ سوال تیار کرنے میں دقت محسوس نہیں کریں گے۔

سوال: اسلامی ریاست کی خصوصیات بیان کیجئے۔

☆ اسلامی ریاست کی چیدہ چیدہ خصوصیات تحریر کیجئے۔ (ملتان بورڈ 2006ء)

جواب

اسلامی ریاست کی خصوصیات

اسلام کا سیاسی نظام دنیا کے دیگر تمام سیاسی نظاموں سے منفرد اور بہترین ہے۔ اسلام نے ہمیں جو ریاست کا تصور دیا ہے وہ بھی منفرد اور بہترین ہے۔ ذیل میں ہم اسلامی ریاست کی ان خصوصیات کا ذکر کر رہے ہیں کہ جن کی وجہ سے اسلام کا ریاست کا تصور منفرد اور بہترین بنتا ہے۔

1- اقتدار اعلیٰ: ریاست کے تمام غیر اسلامی تصورات میں اقتدار اعلیٰ کسی فرد یا بعض افراد کو حاصل ہے لیکن اسلامی نظام سیاست میں ریاست کا اقتدار اعلیٰ براہ راست اللہ کے پاس ہے اور درحقیقت یہی سب سے مناسب ہے کہ اقتدار اعلیٰ اللہ ہی کے لئے ہو کہ جو ہر چیز پر قادر بھی ہے اور ہر قسم کے اختیارات کا مالک بھی۔

2- کتاب ہدایت: اسلامی ریاست کی بنیادی دستوری کتاب قرآن حکیم ہے کہ جو اللہ ہی کی طرف سے نازل کردہ ہے اور یہی اسلامی قانون کا سب سے پہلا اور بنیادی مآخذ ہے۔ جو کچھ اس کتاب ہدایت کے مطابق ہوگا اسے قبول کیا جائے گا اور جو کچھ اس کے مخالف ہوگا اسے رد کر دیا جائے گا۔ کسی بھی نئے قانون کو بناتے وقت سب سے پہلی راہنمائی اسی کتاب ہدایت سے لی جائے گی۔

3- شارح قانون: اسلامی ریاست کا یہ بھی امتیاز اور خصوصیت ہے کہ اسلامی ریاست کے قانون کے حقیقی شارح خود حضور اکرم ﷺ ہیں۔ کتاب ہدایت کے بتائے ہوئے کسی قانون یا کسی اصول کی جو تعبیر اور تشریح و وضاحت آپ ﷺ نے فرمائی ہو اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے قول کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ آپ ﷺ کے فرامین اسلامی قانون کا دوسرا بنیادی مآخذ ہیں۔ کسی بھی مسئلہ میں اگر قرآن حکیم سے واضح راہنمائی نہ ملے تو آپ ﷺ کے فرامین ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

4- خلافت: اسلامی ریاست کے سربراہ کو خلیفہ کہا جاتا ہے اور اسے نہایت مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ خلیفہ کو انتظامی اختیارات حاصل ہوتے ہیں اور اس کی اطاعت لازم ہوتی ہے۔ جب تک ایک خلیفہ نیکی ہی کا حکم دیتا رہے اس کی اطاعت ضروری رہے گی اگر وہ برائی اور معصیت کا حکم دینے لگے تو اس کی اطاعت نہیں ہوگی۔

www.downloadclassnotes.com

5- مشاورت: اسلام میں مشورہ کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ اسلامی ریاست کا خلیفہ تمام اہم ملکی امور کی انجام دہی کے لیے اہل رائے اور اہل علم افراد سے مشورہ کرتا ہے۔ خود ہادی عالم ﷺ اہم ریاستی معاملات میں صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ خلفائے راشدینؓ بھی اہم ریاستی امور میں کبار صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔

6- امراء: انتظامی امور میں آسانی کے لئے خلیفہ کو یہ اجازت بھی حاصل ہے کہ وہ ریاست کے مختلف علاقوں میں اپنے عمال اور امراء کا تقرر کرے۔ خود حضور اکرم ﷺ مختلف علاقوں میں مختلف صحابہ کرامؓ کو عمال بنا کر بھیجتے رہے اور خلفائے راشدینؓ نے بھی صحابہ کرامؓ کو اور بعض اوقات بعض تابعینؒ کو بھی گورنر یا امیر کی حیثیت سے مختلف علاقوں میں بھیجا۔

7- نظام عدل: اسلام عدل و انصاف کے قیام کو بھی ضروری قرار دیتا ہے۔ اسلامی ریاست اپنے شہریوں کو عدل و انصاف فراہم کرنے کی پابند ہوتی ہے۔ اسلامی ریاست کے نظام عدل کی یہ خوبی اور خصوصیت ہے کہ اس کی بنیاد مساوات پر ہے۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ خلیفۂ وقت پر بھی اگر کوئی الزام آتا ہے تو اسے ایک ملزم کی حیثیت سے عدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہونا ہوگا اور جرم خواہ کسی کے خلاف بھی ثابت ہو اس کی حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے اسے سزا سے بری نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں! البتہ اگر مدعی خود کسی کو معاف کر دے تو اسے اس کا اختیار حاصل ہے لیکن حدود میں پھر بھی معافی نہیں۔

8- فلاحی ریاست: اسلامی ریاست ایک صحیح معنوں میں فلاحی ریاست ہے۔ یہ عوام اور اپنے شہریوں کی دنیاوی کے ساتھ ساتھ اخروی فلاح کے لئے بھی اقدامات کرنے کی پابند ہے۔ اسے ایسے انتظامات اور اقدامات کرنے ہوں گے کہ جن سے عوام کو دنیاوی و مادی لحاظ سے بھی فلاح حاصل ہو، ان کی معاشی ضروریات کی بھی تکمیل ہو، ان کی معاشرتی زندگی بھی عمدہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو اُخروی فلاح بھی حاصل ہو۔

9- قانون کی جامعیت: اسلامی ریاست کی ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کا قانون چونکہ اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کردہ ہے اور اللہ رب العزت علام الغیوب ہیں اس لئے یہ قانون ہر لحاظ سے مکمل اور جامع ہے۔ اسلامی قانون میں ایسے بنیادی اصول ہیں کہ جن کی مدد سے کسی بھی نئے پیش آنے والے مسئلہ کے متعلق رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

10- قانون میں غلطی کا امکان نہیں: چونکہ اسلامی ریاست کا قانون اللہ کی طرف سے ہے لہٰذا اس میں کسی قسم کی غلطی وغیرہ کا بھی امکان نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ کے لئے اور ہر علاقے کے لئے اور ہر ایک کے لئے قابل عمل ہے۔

11- حقوق و فرائض کا مناسب تعین: اسلامی ریاست کی ایک اور بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسلامی ریاست کے ہر فرد کے مناسب حقوق و فرائض متعین ہیں۔ وہ باپ، ماں، بیٹا، بیٹی، خاوند، بیوی، استاد، شاگرد، ہمسایہ، رشتہ دار، آقا، غلام، مالک، نوکر وغیرہ کسی بھی حیثیت پر ہو اس کے مناسب حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں۔ خود ریاست اور شہری کے آپس کے بھی مناسب حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں۔
خود ریاست اور شہری کے آپس کے بھی مناسب حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں۔

سوال: **خلیفہ سے کیا مراد ہے؟ اسلامی ریاست کے خلیفہ میں کون سے اوصاف ہونا ضروری ہیں؟**

جواب

خلیفہ سے مراد اور اس کے اوصاف

خلیفہ سے مراد:

اسلامی اصطلاح میں سربراہ مملکت کے لئے ''خلیفہ'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ خلیفہ اسلامی حکومت یا ریاست کا سربراہ اور ذمہ دار ہوتا ہے۔

خلیفہ کے اوصاف:

خلافت اسلامی ریاست کا سب سے اہم اور بنیادی عہدہ ہے اور ظاہر ہے کہ اس قدر اہم عہدے پر کسی کو فائز نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس عہدے کے لئے کوئی نہایت موزوں فرد ہونا چاہئے۔ اس کے اندر ایسے اوصاف ہونا چاہئیں کہ جن کی وجہ سے وہ خلافت کا اہل ہو۔ ذیل میں ہم ان اوصاف کا ذکر کر رہے ہیں کہ جن کا ایک خلیفہ یا سربراہ مملکت میں پایا جانا ضروری ہے۔:

1- مسلمان ہو: ایک اسلامی ریاست کا خلیفہ ایک مسلمان ہی ہونا چاہئے۔ ریاست میں دین اسلام کا نفاذ ایک خلیفہ کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے اور ظاہر ہے کہ ایک غیر مسلم کس طرح ریاست میں اسلامی نظام نافذ کر سکتا ہے۔ مسلمان کے تحفظ اور ان کی فلاح کے بہت سے امور خلیفہ سے متعلق ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایک غیر مسلم خلیفہ پر اس سلسلہ میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

2- مرد ہو: شریعت اسلامیہ اسلامی ریاست کی خلافت کا اختیار صرف مرد کو ہی دیتی ہے۔ عورت اسلامی ریاست کی خلافت کے منصب پر فائز نہیں ہو سکتی۔ فرمان نبی ﷺ ہے کہ:

> "جب تمہارے معاملات عورتوں کے حوالے کر دیے گئے ہوں تو تمہارے لئے
> پھر موت ہی بہتر ہے۔"

3- آزاد ہو: ایک غلام خلافت کے امور آزادانہ طور پر انجام نہیں دے سکتا' اس لئے اسلامی ریاست کے خلیفہ کے لیے یہ شرط بھی لگائی جاتی ہے کہ وہ آزاد و خود مختار ہو۔

4- عاقل ہو: ظاہر ہے کہ ایک بے عقل اور بے وقوف شخص اپنے ذاتی معاملات کو بھی حسن و خوبی کے ساتھ نہیں چلا سکتا چہ جائیکہ وہ ایک ریاست کا انتظام سنبھالے۔ اس لئے اسلامی ریاست کے خلیفہ کے لئے عاقل ہونے کی بھی شرط لگائی جاتی ہے۔

5- بالغ ہو: یک نابالغ بچہ ابھی پوری طرح باشعور نہیں ہوتا اور وہ ملکی معاملات کو سمجھنے اور ان کو چلانے کی بصیرت نہیں رکھتا' اس لئے اسلامی ریاست کے خلیفہ کے لئے بالغ ہونا بھی شرط ہے۔

6- صاحب رائے ہو: اگر ایک ایسے آدمی کو خلافت کی ذمہ داری سونپ دی جائے کہ جو خود صاحب رائے نہ ہو تو ظاہر ہے کہ وہ ہر وقت دوسروں کے مشوروں کا محتاج رہے گا اور سازشی ذہن کے لوگ اسے غلط مشورے دے کر امت مسلمہ کے لیے نقصان کا باعث ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اسلامی ریاست کے خلیفہ کا صاحب رائے ہونا بھی ضروری ہے۔

7- معاملہ فہم ہو: صاحب رائے ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خلیفہ کے لئے معاملہ فہم ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ کسی بھی پیش آمدہ مسئلہ کی نوعیت کو صحیح طور پر پرکھ کر اس کے مطابق فیصلہ کر سکے۔

8- احکام شرع کا پابند ہو: ایک اسلامی ریاست کا خلیفہ اگر خود احکام شرع کا پابند نہ ہو گا تو وہ ریاست میں بھی اسلامی قوانین کا نفاذ نہ کر سکے گا جو کہ اس کی بنیادی ذمہ داری ہے' چنانچہ ایک اسلامی ریاست کے خلیفہ کے لئے احکام شرع کا پابند ہونا ضروری ہے۔

9- جرأت مند ہو: اسلامی ریاست کے خلیفہ کے لئے جرأت مند' بہادر اور دلیر ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ کسی بھی قسم کی دشمن طاقت کے مقابلہ میں کمزور ثابت نہ ہو۔

10- نفاذ قانون کی صلاحیت رکھتا ہو: ایک اسلامی ریاست کے خلیفہ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قوانین جاری کرنے اور ان کے نفاذ کی صلاحیت بھی رکھتا ہو ورنہ اس کی سربراہی اور خلافت و حکومت صرف کٹھ پتلی بن کر رہ جائے گی۔

11- سلیم الاعضاء ہو: اسلامی ریاست کے ایک خلیفہ کے لیے سلیم الاعضاء ہونا بھی ضروری ہے تاکہ وہ معاملات خلافت کو احسن انداز

www.downloadclassnotes.com

میں چلا سکے۔ ایک معذور آدمی اس عظیم ذمہ داری کو احسن انداز میں نہیں نبھا سکتا۔

12- آئمہ قریش سے ہوں گے: حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کے مطابق کہ "آئمہ قریش سے ہوں گے۔" بعض فقہاء نے خلیفہ کے قریشی ہونے کی بھی شرط لگائی ہے' لیکن بعض دیگر فقہاء کا خیال ہے کہ خلیفہ کا قریشی ہونا شرط نہیں ہے اور انہوں نے اس حدیث کے متعلق کافی بحثیں کی ہیں۔ بہر حال اکثر اہل السنت والجماعت قریشیت کی شرط کے قائل ہیں۔

سوال: مجلس شوریٰ سے کیا مراد ہے؟ اسلام میں مشورہ کی اہمیت پر نوٹ تحریر کیجئے۔

جواب

مجلس شوریٰ سے مراد اور مشورہ کی اہمیت

مجلس شوریٰ سے مراد:

مجلس شوریٰ سے مراد چند افراد کی ایک ایسی مجلس یا کمیٹی ہے کہ جس سے مختلف امور کے متعلق مشورہ کیا جائے۔ اسلامی ریاست کی مجلس شوریٰ خلیفہ کی مشاورتی کمیٹی ہوگی۔

اسلام میں مشورہ کی اہمیت:

اسلام میں مشورہ کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ ذیل میں ہم اسلام میں مشورہ کی اہمیت کا جائزہ لے رہے ہیں:

مشورہ اور قرآن حکیم:

اسلام میں مشورہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ کا نام بھی "سورۃ الشوریٰ" رکھا گیا ہے۔ اسی سورۃ میں ارشاد ربانی ہے کہ:

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ .(42 الشوری 38)

اور وہ اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں۔

اسی طرح قرآن حکیم میں دوسرے مقام پر خود حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا جارہا ہے کہ:

وَ شَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ ج.(3 ال عمران 159)

اور کام میں ان سے مشورہ لے۔

مشورہ اور اسوۂ رسول ﷺ:

خود حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ کرامؓ سے اہم امور میں مشورہ کیا کرتے تھے۔ نماز کے لئے مسلمانوں کو جمع کرنے کے طریقے کے متعلق' بدر کے قیدیوں کے متعلق' احد میں شہر سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کے متعلق' غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کے متعلق' حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگائے جانے کے موقع پر غرض کئی مواقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا۔

مشورہ اور اسوۂ صحابہؓ:

صحابہ کرامؓ کا بھی یہی طرز رہا۔ حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد خلفائے راشدینؓ نے باقاعدہ مشاورتی کمیٹیاں تشکیل دیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں کبار صحابہ کرامؓ کو مدینہ سے باہر جانے سے اسی لئے روک دیا گیا کہ اکثر معاملات میں ان سے مشورہ کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے بھی ایک چھ رکنی مشاورتی کمیٹی ہی تشکیل دی تھی۔

☆☆☆☆